70443 - بیوی کو کہا: تیرے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے ... اور قاضی نے طلاق کا فیصلہ دے دیا

سوال

میں نے قاضی کے سامنے اپنی بیوی کو درج ذیل عبارت کہی:
میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں.
اس نے قاضی کے سامنے اعتراض کیا تھا، اور میں نے اسے یہ الفاظ کہے تو میں غصہ میں تھا اور میں طلاق کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی میری نیت طلاق تھی، لیکن قاضی نے میری بات نہیں مانی اور طلاق کا فیصلہ کر دیا کہ یہ طلاق بائن کبری ہے.
میرے تو ہوش و حواس ہی اڑ گئے اور مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں کیا کروں، چنانچہ میں نے موبائل کے ذریعہ بیوی اور سسرال والوں کو میسج کیا جس میں لکھا تھا: آپ کی بیٹی کو طلاق مبارک ہو.
کیا یہ صحیح ہے کہ طلاق بائن کبری ہو چکی ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے یعنی وہ کہے: تم مجھ پر حرام ہو، تو کیا یہ ظھار ہوگا یا کہ طلاق یا اس میں قسم کا کفارہ ؟

اس میں فقھاء کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں بھی نقل کیے ہیں.

ان میں راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے ظھار کی نیت کرے تو یہ ظھار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور اگر قسم کی نیت رکھتا ہو تو یہ قسم کہلائیگی، اس لیے یہ اس کی نیت پر منحصر ہے جو نیت کریگا وہی معاملہ ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلك یہی ہے، اور ایك روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے.

اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ رکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مسلك یہی ہے.

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" جب مرد اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا.

اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4911) صحیح مسلم حدیث نمبر (1473).

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی کو " تم مجھ پر حرام ہو " کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلك یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظھار کی نیت کی تو ظھار ہوگا، اور اگر بعینہ بغیر طلاق اور ظھار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی.

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے.

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں:

پہلا:

امام مالك رحمہ اللہ کے مسلك میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلك ہے ..... الخ " انتہی

چنانچہ مالکیوں کا مسلك یہ ہے کہ: اس حرمت سے تین طلاق واقع ہو جائینگی، تو اس طرح بینونت کبری واقع ہو جائیگی اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قاضی نے اسی مذہب کی بنا پر حکم لگایا ہے، اور آپ کے خاوند کے قول: " آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے " کو اس حرمت میں شامل کیا ہے جس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے.

مالکیہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی زندگی بسر کرنا حرام قرار دیا اور اس سے اپنی بیوی کی نیت کی تو اس سے تین طلاق ہو جائينگی.

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (2 / 382) اور فتح العلی المالك (2 / 34).

ہم نے اس مسئلہ میں فقھاء کے اقوال میں سے وہ قول پیش کیا ہے جو راجح معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ میں نیت کی طرف اشارہ کرنا باقی ہے، اور اسی طرح قسم یا طلاق یا ظھار کی نیت میں فرق بھی.

اس کے بارہ میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: ان تین امور (یعنی طلاق، ظھار اور قسم) میں کیا فرق ہے ؟

تو ہم کہیں گے: ان میں فرق یہ ہے کہ:

پہلی حالت: قسم میں اس نے حرام کرنے کی نیت نہیں کی لیکن ممانعت کی ایك قسم کی نیت کی ہے، یا تو معلق یا پھر غیر معلق، مثلا وہ کہے: اگر تم نے ایسے کیا تو تم مجھ پر حرا ہو، تو یہ معلق ہے، اس کا مقصد اپنے لیے بیوی کو حرام کرنا نہ تھا، بلکہ اس کا مقصد تو بیوی کو اس کام سے روکنا اور منع کرنا ہے.

اور اسی طرح یہ الفاظ: " تم مجھ پر حرام ہو " سے اس کا مقصد بیوی کور وکنا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ: یہ قسم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس چیز کو اپنے لیے حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں .....

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے .

اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے.

اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے.

دوسری حالت:

اس سے خاوند طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور " تم مجھ پر حرام ہو " یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائيگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "

تیسری حالت:

اس سے ظھار کا ارادہ کیا ہو، ظھار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظھار نہیں کیونکہ اس میں ظھار کے الفاظ نہیں ہیں.

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظھار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظھار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے " تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو " اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلی درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظھار کہلائيگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 476).

ہم نے یہ تین حالات اس لیے ذکر کیے ہیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: میرا مقصد طلاق نہ تھی، حالانکہ فی الواقع وہ اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہے اور اسے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا، اور طلاق کا بھی یہی مقصد ہے.

فقھی طور پر یہی ذکر کرنا ممکن ہوا ہے، پھر قضاء کے لیے سائل کی حالت اور اس کے الفاظ کو دیکھا جائيگا اورا س کے ساتھ اس پر قرائن کو بھی مدنظر رکھا جائيگا، اس طرح کے مسائل کے حکم میں فقھاء کرام نے اختلاف کیا ہے، سنت نبویہ میں اس کی کوئی نص نہیں ملتی جس سے نزاع ختم ہو سکے لہذا اس میں آخری حکم قاضی کا ہوگا.

اس لیے علماء کرام کا کہنا ہے: قاضی کا حکم جھگڑے کو ختم کر دیتا ہے "

لہذا آپ کے لیے قاضی کے فیصلہ پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں.

اور اگر آپ کو قاضی کے فیصلہ پر کوئی اعتراض ہے تو آپ عدالت سے رجوع کریں، اور اپنے موضوع میں نظر ثانی کرنے کی درخواست کریں.

واللہ اعلم .